# 171332 ـ كيا پرورش كرنے والى عورت كے سفر كرنے سے حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے؟

**سوال**

كيا پرورش كرنے والى ماں اپنےتين اور چھ سال كے بچوں كو باپ كى اجازت كے بغير لے كر دو حالتوں ميں سفر كر سكتى ہے يا نہيں ؟
پہلى حالت:
وہ اپنے خاوند كے نكاح ميں ہو يعنى اس كى بيوى ہے
دوسرى حالت:
طلاق كى حالت ميں: يہ علم ميں رہے كہ پرورش كرنے والى عورت بچوں كو باپ كے شہر سے اپنے ميكے دوسرے شہر يا ديہات ميں لے جانا چاہتى ہے جو چھ سو كلو ميٹر دور ہے عورت كا نكاح وہيں ہوا تھا، ليكن يہ طے ہوا تھا كہ شہر ميں جہاں خاوند كا گھر ہے منتقل ہو جائيگى، لہذا عورت كے ميكے والوں نے بيوى كو خاوند كے گھر پہنچايا اور رخصتى وہيں ہوئى، اور شادى بھى امام شافعى رحمہ اللہ كے مسلك كے مطابق ہوئى تھى.
كيا يہ سفر حق پرورش كو ساقط كر ديگا كہ حق پرورش ماں سے منتقل ہو كر باپ كو مل جائيگى ؟

**پسنديده جواب**

الحمد للہ.

اول:

چھوٹا بچہ جو تميز نہيں كر سكتا كى پرورش كا ماں كو زيادہ حق ہے، جب تك وہ آگے شادى نہيں كرتى، يا پھر بچے كى پرورش ميں كوئى اور مانع حائل نہ ہو جائے.

مزيد تفصيل كے ليے آپ سوال نمبر ( 91862 ) اور ( 43476 ) كے جوابات كا مطالعہ ضرور كريں.

اگر ماں بچے كے نكاح زوجيت ميں ہو تو ماں پر واجب ہے كہ بچے كو باپ كے مسكن ميں ركھے.

اور اگر وہ زوجيت ميں نہيں تو جمہور فقہاء نے شرط ركھى ہے كہ بچے كى پرورش باپ كے شہر اور علاقے ميں ہى ہونى چاہيے.

الموسوعة الفقهية الكويتية ميں درج ہے:

" اگر بچے کی پرورش کرنے والی عورت بچے کا ماں اور اس کے باپ کی زوجیت میں ہو تو پرورش کی جگہ وہ مسکن ہے جہاں بچے کا باپ رہتا ہے، یا پھر اگر ابھی وہ طلاق رجعی کی عدت میں ہے یا بائن ہو چکی ہے تو بھی دوران عدت اسی مسکن میں پرورش کریگی.

کیونکہ بیوی کی نگرانی لازمی ہے، اور بیوی کے لیے خاوند کے ساتھ رہنا لازم ہے، اور اسی طرح عدت والی مطلقہ عورت کے لیے بھی خاوند کی رہائش میں ہی عدت گزارنی لازم ہے چاہے وہ بچے کے ساتھ ہو یا بغیر بچے کے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تم انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو، اور نہ ہی وہ خود نکلیں، الا یہ کہ وہ کوئی واضح فحاشی کا کام کریں .

اور جب عدت ختم ہو جائے تو بچے کی پرورش کی جگہ وہی شہر اور علاقہ ہے جہاں بچے کا باپ یا اس کا ولی رہتا ہے اسی طرح اگر بچے کی پرورش کرنے والی ماں کے علاوہ کوئی دوسری عورت ہو تو بھی اسے اسی علاقے میں پرورش کرنا ہو گی کیونکہ باپ کو اپنا بچہ دیکھنے اور اس سے ملنے اور اس کی تربیت کی نگرانی کا حق حاصل ہے، اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب بچہ باپ یا ولی کے علاقے میں ہی رہتا ہو.

مذاہب اربعہ کے مابین یہ قدر مشترك ہے، اور احناف نے اسی کی صراحت بھی کی ہے، اور دوسرے مذاہب کی عبارات بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں "

دیکھیں: الموسوعة الفقهية الكويتية ( 17 / 308 - 309 )

فرض کریں کہ اگر ماں اور باپ دونوں کا ایك شہر میں اکٹھا ہونا مشکل ہو اور کسی ایك کسی دوسرے شہر میں منتقل ہونا متعین ہو جائے تو جمہور اہل علم کہتے ہیں کہ اس حالت میں ماں کا حق پرورش ساقط ہو جائیگا، اور باپ کو حق پرورش حاصل ہوگا چاہے منتقل ہونے والا باپ ہو یا ماں.

الموسوعة الفقهية الكويتية میں درج ہے:

" پرورش کرنے والے یا بچے کے ولی کا ایك جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے جسے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

جمہور فقہاء مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ پرورش کرنے والے یا بچے کے ولی کے مابین فرق کرتے ہیں کہ تجارت اور زیارت کے سفر اور ایك جگہ سے دوسری جگہ رہائش اختیار کرنے کے سفر میں فرق ہوگا.

اگر تو ولی یا بچے کی پرورش کرنے کا سفر دوسری جگہ منتقل ہونے اور رہائش اختیار کرنے کے لیے ہو تو اس حالت میں ماں کا حق پرورش ساقط ہو جائیگا، اور منتقل ہو کر دوسرے حقدار کو مل جائیگا، لیکن شرط یہ ہے کہ

چھوٹے بچے کے لیے راستہ پرامن ہو اور جہاں منتقل کیا جا رہا ہے ہے وہ بھی مامون ہو، بچے کی پرورش کا باپ زیادہ حقدار ہے چاہے وہ مقیم ہو یا منتقل ہونے والا، کیونکہ عادتا باپ ہی بچے کی تربیت کرتا اور اسے ادب سکھاتا ہے، اور اپنے نسب کو محفوظ رکھتا ہے، اس لیے جب بچہ اپنے باپ کے شہر میں نہیں ہوگا تو وہ ضائع ہو جائیگا.

لیکن حنابلہ نے یہ قید لگائی ہے کہ باپ کو اولیت اس صورت میں حاصل ہوگی جب ماں کو ضرر نہ ہوتا ہو اور بچہ ماں سے چھینا نہ جائے، اس لیے اگر باپ ایسا کرنا چاہے تو اس کی بات نہیں مانی جائیگی، بلکہ بچے کی مصلحت مدنظر رکھی جائیگی.

اور اگر ماں بھی بچے کے ساتھ سفر کرتی ہے تو بچہ اس ماں کی پرورش میں ہی رہےگا...

اور اگر سفر تجارتی یا کسی کو ملنے کے لیے ہو تو بچہ دونوں میں سے مقیم کے پاس رہےگا حتی کہ مسافر واپس آ جائے اس میں لمبے یا تھوڑے سفر کی کوئی قید نہیں بلکہ برابر ہے، اسی طرح اگر سفر منتقل ہونے کے لیے ہو اور سفر بھی پرخطر ہو تو بچہ مقیم کے ساتھ رہے گا...

مالکی حضرات کے ہاں یہ ہے کہ اگر خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایك - یعنی پرورش کرنے والی یا بچے کا ولی - تجارتی سفر یا ملاقات و زیارت کے لیے سفر پر جائے تو ماں کا حق پرورش ساقط نہیں ہوگا، اگر سفر پر جائے تو وہ ساتھ لے کر جائیگی، اور اگر باپ سفر پر گیا ہو تو ماں کے پاس رہے گا.

لیکن احناف کہتے ہیں کہ: بچے کی پرورش کرنے والی ماں کے لیے بچے کے باپ کی زوجیت میں ہوتے ہوئے یا عدت میں کسی دوسرے شہر میں جانا جائز نہیں خاوند کو اسے روکنے کا حق حاصل ہے.

لیکن اگر اس کی عدت گزر چکی ہو تو پرورش والے بچے کو لے کر درج ذیل حالتوں میں دوسرے شہر لے جانا جائز ہے:

1 - جب کسی قریبی علاقے اور شہر میں رہے جہاں باپ اپنے بچے کو دیکھ کر دن میں ہی واپس آ سکتا ہو اور وہ علاقہ باپ کے علاقے سے کم تر نہ ہو کہ بچے کی اخلاق پر اثرانداز ہو.

2 - جب کسی دور والے علاقے میں جائے تو درج ذیل شروط پائی جاتی ہوں:

ا - جہاں گئی ہے وہ اس کا وطن ہو.

ب - خاوند نے بیوی سے نکاح اس علاقے میں کیا ہو.

ج - اگر خاوند مسلمان یا ذمی ہو تو جہاں عورت منتقل ہوئی ہے وہ علاقہ دار الحرب نہ ہو...

یہ اس صورت میں ہے جب بچے کی تربیت کرنے والی عورت بچے کی ماں ہو، اور اگر ماں نہیں بلکہ کوئی دوسری عورت ہے تو وہ بچے کو باپ کی اجازت کے بغیر نہیں لے جا سکتی کیونکہ ان کے مابین عقد نکاح نہیں ہے.

احناف کی رائے یہ ہے کہ جب تك اس کا حق پرورش قائم ہے چھوٹے بچے کو حق پرورش والی عورتوں میں سے ماں کی رضامندی کے بغیر بچے کا باپ یا ولی کہیں اور منتقل نہیں کر سکتا، اور منتقل ہونے سے حق پرورش ساقط نہیں ہوگا، چاہے منتقل ہونے والی جگہ قریب ہو یا بعید " انتہی

الموسوعة الفقهية الكويتية ( 17 / 308 - 311 ).

مزید تفصیل کے لیے آپ " المغنى ابن قدامة ( 242 - 243 ) کا مطالعہ ضرور کریں.

شافعیہ کا مذہب وہی ہے جو جمہور کا مسلك ہے اسے اوپر کی سطور میں بیان کیا جا چکا ہے.

شیخ زکریا الانصاری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" فصل: اگر ( دونوں میں سے کوئی ضرورت کی بنا پر سفر کرے ) مثلا حج یا تجارت یا سیر و تفریح کے لے تو تمیز کرنے والے غیر ممیز بچے کے لیے مسافر کے واپس آنے تك ( والد اولی ہے ) چاہے خطرہ کی بنا پر سفر کی مدت طویل بھی ہو لیکن واپس آنے کی امید موجود رہے تو.

جی ہاں اگر مقیم ماں ہو اور بچے کا اس کے ساتھ رہنا خرابی کا باعث ہو یا مصلحت ضائع ہوتی ہو، مثلا بچے کو قرآن کی تعلیم دلوا رہا ہو، یا پھر کوئی فن سکھا رہا ہو اور وہ دونوں ایك ہی شہر میں رہتے ہوں اور باپ کا کوئی قائم مقام نہیں، تو باپ کو سفر کرنے دیا جائیگا خاص کر جب بچے نے والد کو اختیار کیا ہو تو " زرکشی وغیرہ نے یہی ذکر کیا ہے.

یا پھر نماز قصر کی مسافت سے بھی قلیل مسافت کا سفر ہو تو باپ زیادہ اولی ہے، اور اگر مسافر خود ہو نسب کی حفاظت اور ادب کی مصلحت و تعلیم خاطر اور بچے پر خرچ کرنے کی سہولت کے لیے، یہ تو اس صورت میں ہے کہ اگر اس کے مقصد اور راستے میں خطرہ نہ ہو، لیکن اگر خطرہ ہو مثلا حملہ وغیرہ کا خطرہ ہو تو پھر مقیم اولی ہے " انتہی

دیکھیں: اسنی المطالب ( 3 / 451 ) اور البیان شرح المهذب ( 11 / 291 ).

لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے باپ کی طرف حق پرورش منتقل ہونے کو مقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر وہ منتقل کرنے میں ضرر کا مقصد نہ رکھتا ہو، لیکن اگر وہ ضرر و نقصان کا ارادہ رکھتا ہو تو پھر اسے اپنی جانب حق پرورش منتقل کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے.

سوم:

جمہور اہل نے ماں کو حق پرورش کا استحقاق دینے میں دونوں کا ایك ہی علاقے اور شہر میں رہنا مقید کیا ہے؛ اس لیے اگر دونوں میں سے کوئی ایك سفر پر جائے تو باپ زیادہ حقدار ہے، یہ شارع کی جانب سے مقرر کردہ نہیں، بلکہ بچے کی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا گیا ہے، کہ بچہ اپنے باپ کے ساتھ رہے.

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" باپ کے سفر کرنے کی بنا پر ماں کا حق پرورش ساقط ہونے کی کوئی دلیل اور نص نہیں، اگر کسی نے کہا ہے تو یہ باطل ہے، ہم نے جو آیات اور احادیث پیش کی ہیں ان کی تخصیص ہے، اور فاسد رائے کے ساتھ دونوں کی مخالفت بھی ہے اور چھوٹے بچوں کے متعلق سوء نظر ہے، اور سفر و پڑاؤ کے ساتھ انہیں ضرر و نقصان دینا، اور بچے اور اس کی ماں سے دور کرنا ہے؛ بلاشك و شبہ یہ ایسا ظلم ہے جو کسی پر مخفی نہیں " انتہی

دیکھیں: المحلی ابن حزم ( 10 / 146 ).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" طلاق یافتہ شخص کے بچے کا اگر متعین ہو جائے کہ وہ ماں اور باپ میں سے کسی ایك کے علاقے اور شہر میں ہو باپ ایك شہر میں اور ماں دوسرے شہر میں بستی ہو تو عام علماء مثلا قاضی شري حاور امام مالك و شافعی اور امام احمد وغیرہ کے ہاں بچے کا باپ زیادہ حقدار ہے چاہے لڑکا ہو یا لڑکی حتی کہ علماء کا کہنا ہے کہ:

اگر باپ کہیں دور منتقل ہونے کے لیے سفر کرنا چاہے اور ضرر مقصود نہ ہو تو وہ بچے کا زیادہ مستحق ہے، کیونکہ بچے کا باپ کے ساتھ رہنا زیادہ صحیح اور اسی میں مصلحت ہے کیونکہ اس سے نسب کی حفاظت ہو گی اور مکمل تربیت و تعلیم اور ادب بھی، اور اس لیے کہ ماں کے ساتھ رہنے میں بچے کی مصلحت ضائع ہوتی ہے "
انتہی

دیکھیں: جامع المسائل ( 4 / 422 ).

اس بنا پر جب بچے کی کوئی شرعی مصلحت متعین ہو جائے کہ اس کا کسی ایك کے ساتھ رہنا ہی صحیح ہے تو اسے جس میں مصلحت ہو اس کے سپرد کر دیا جائیگا چاہے وہ ماں ہی کیوں نہ ہو.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" والدین میں سے جسے بھی ہم مقدم کرینگے تو یہ بچی کی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جائیگا، جس سے

خرابی دور ہو، لیکن اگر دونوں میں سے جس کے ساتھ رہنے میں خرابی پیدا ہوتی ہو اور بچی میں فساد پیدا ہوتا نظر آئے تو بلاشك و شبہ دوسرے کی پرورش میں دینا بہتر اور اولی ہوگا.

حتی کہ جب چھوٹا بچہ ماں یا باپ میں سے کسی ایك کو اختیار کرتا ہے تو ہم اسے بھی بچے کی مصلحت کی خاطر مقدم کرتے ہیں کہ اس سے فساد و خرابی دور ہو، فرض کریں اگر باپ زیادہ قریب ہے لیکن وہ بچے کا خیال نہیں رکھ سکتا بلکہ ماں اس کی دیکھ بھال زیادہ کریگی تو ہم بچے کے اختیار کو نہیں دیکھیں گے، کیونکہ بچہ تو عقلا کمزور ہے، اس لیے وہ دونوں میں سے کسی ایك کو اس لیے اختیار کرتا ہے کہ وہ اس کے خواہش کے موافق ہے، اور بچے کا مقصد فسق و فسجور اور برے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا اور اپنے لیے فائدہ مند چیز دین اور علم اور ادب و صنعت و حرفت وغیرہ سے دور بھاگنا ہے، اس لیے وہ اپنی خواہش کے مطابق والد کو اختیار کر لیتا ہے، لیکن دوسرا اس کی اصلاح اور تربیت کریگا، جب بھی ایسی صورت حال بن جائے تو بچے کی حالت کو خراب کرنے والے شخص کے سپرد نہیں کیا جائیگا "

اسی لیے امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے اصحاب کا کہنا ہے:

" کسی فاسق و فاجر کے لیے حق پرورش نہیں ہے، اور حسن بن یحيي کا بھی یہی کہنا ہے، اور امام مالك رحمہ اللہ کا قول ہے:

" ہر وہ شخص جسے حق پرورش حاصل ہو چاہے وہ باپ ہے یا کوئی رشتہ دار یا عصبہ لیکن وہ پرورش کرنے کا اہل نہیں اور نہ ہی جائے امن ہے اور نہ خود مامون ہے تو اسے حق پرورش حاصل نہیں ہوگا، بلکہ حق پرورش اسے حاصل ہوگا جس میں یہ اوصاف ہوں چاہے وہ دور کا رشتہ دار ہی ہو، کیونکہ اس میں بچے کی مصلحت مدنظر رکھی جائیگی کہ کون شخص بچے کے لیے زیادہ فائدہ مند اور بہتر ہے، کیونکہ کئی باپ ایسے ہیں جو اپنے بیٹے کو ہی ضائع کر بیٹھتے ہیں.

ایسے ہی علماء کا یہ کہنا ہے کہ ۔ یہ الفاظ قاضی ابو یعلی کے ہیں ۔ بچے کو والدین میں سے کسی ایك کو اختیار کرنے کا اس صورت میں موقع دیا جائیگا جب والدین اس کے بارہ میں مامون ہوں، اور یہ معلوم ہو کہ اگر کسی ایك کے بھی پاس ہو تو اسے کوئی ضرر اور نقصان نہیں ہوگا، لیکن جو اس کی دیکھ بھال نہیں کرتا اور اسے کھیل کود میں لگے رہنا دیتا ہے اس کے متعلق بچے کا اختیار نہیں رہنے دیا جائیگا "

حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے کہ:

" جب وہ سات برس کی عمر کے ہوں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کی سزا دو، اور ان کے بستر علیحدہ کر دو "

لہذا جب والدین میں سے کوئی ایك اسے اس کا حکم دیتا ہو اور دوسرا نہیں دیتا تو بچہ اس کے پاس رہےگا جو اسے نماز ادا کرنے کا حکم دیتا ہے دوسرے کے پاس نہیں؛ کیونکہ اسے یہ حکم دینے والا بچے کی تربیت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع ہوگا، لیکن دوسرا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے.

اس لیے بچے کی پرورش کے سلسلہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والے شخص کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والے پر مقدم نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اگر والدین میں سے ایك اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی کی پابندی کرتا اور دوسرا پابندی نہیں کرتا یا پھر ایك واجب پر عمل کرتا ہے اور دوسرا اس کے ساتھ حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے تو واجب پرعمل کرنے والے کو مقدم کیا جائیگا چاہے بچے نے دوسرے کو ہی اختیار کیوں نہ کیا ہو، بلکہ اس نافرمان تو کسی بھی حال میں اس بچے کا ولی ہی نہیں بن سکتا.

کیونکہ جو کوئی بھی بچے کی ولایت میں واجب پر عمل نہیں کرتا تو اسے بچے پر ولایت ہی حاصل نہیں ہوگی، بلکہ یا تو اس کی ولایت ختم کر کے اس کے قائم مقام کو ولی بنا دیا جائیگا، یا پھر اس کے ساتھ واجب پر عمل کرنے والے کو ملا دیا جائیگا.

چنانچہ جب والدین میں سے کسی ایك ساتھ اس کے حصول کی بنا اللہ تعالی اور اس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری حاصل ہوتی ہو تو بچہ اس کے ساتھ ملا دیا جائیگا، اور دوسرے کے ساتھ حصول سے اطاعت حاصل نہ ہوتی ہو تو پہلے کو مقدم کیا جائیگا.

یہ حق وراثت کی جنس سے نہیں کہ یہ بھی رشتہ داری و نکاح اور ولاء سے حاصل ہوتا ہو، اگرچہ وارث حاضر اور عاجز ہو، بلکہ یہ تو ولایت کی جنس سے تعلق رکھتا ہے جو کہ نکاح و مال کی ولایت ہے جس میں واجب پر عمل کرنے کی حسب امکان قدرت پائی جاتی ہو.

فرض کریں اگر بچے کے باپ نے دوسری شادی کر لی یعنی بچے کی ماں کی سوکن لے آیا اور بچے کو ماں کی سوکن کے پاس چھوڑےگا جو بچے کی مصلحت پر مدنظر نہیں رکھے گی بلکہ بچے کو تکلیف اور نقصان دےگی یا پھر مصلحت پوری کرنے میں کوتاہی کریگی، لیکن اس کے مقابلہ میں بچے کی ماں بچے کی مصلحت پوری کرنے کے ساتھ ساتھ بچے کو تکلیف بھی نہیں دیگی تو یہاں قطعی طور پر حق پرورش بچے کی ماں کو حاصل ہوگا، بالفرض اگر اختیار مشروع ہو اور وہ ماں کو اختیار کر لے، تو پھر اگر ایس نہ ہو تو کیا ہوگا ؟

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شارع سے کوئی ایسی نص نہیں ملتی جو والدین میں سے کسی ایك کو مطلقا مقدم کرنے کی دلیل بنتی ہو، اور نہ ہی مطلقا والدین میں سے کسی ایك کو اختیار کرنا ہے.

علماء اس پر متفق ہیں کہ کسی ایك کو مطلقا متعین نہیں کیا جائیگا، بلکہ کوتاہی اور عداوت و فساد و خرابی و ضرر کی صورت میں نیکی صلہ رحمی اور عدل و احسان اور واجب پر عمل کرنے والے کو مقدم کیا جائیگا " انتہی

دیکھیں: جامع المسائل ( 3 / 420 ـ 421 ) مزید آپ ابن المفلح کی کتاب الفروع ( 9 / 345 ) اور ابن قیم کی زاد المعاد ( 5 / 424 ) کا مطالعہ کریں.

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس مسئلہ میں صحیح بات یہی ہے کہ: ہمیں جب معلوم ہو کہ بچہ اپنی ماں کا محتاج ہے، یا پھر یہ معلوم ہو جائے کہ باپ بچے کو نقصان و ضرر دےگا تو بلاشك و شبہ اس صورت میں باپ کی بجائے ماں حق پرورش کی زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ بچے کا اپنی ماں کے ساتھ رہنا اور ماں کا دودھ پینا کسی دوسرے کے دودھ پینے سے بہتر ہے، اور پرورش کے متعلق یہ مدنظر رکھا جائیگا کہ بچے کے لیے کون زیادہ بہتر ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع ( 13 / 542 ).

حاصل یہ ہوا کہ:

باپ کا حق پرورش مقید ہے کہ اگر بچے یا اس کی ماں کو ضرر و نقصان دینے کا قصد نہ ہو تو پھر باپ کو حق پرورش دیا جائیگا، لیکن اگر بچے کا اپنی ماں کے ساتھ رہنے میں شرعی مصلحت ہو تو ماں کے ساتھ رہےگا.

واللہ اعلم .